جناب عبدالرشید عراقی (سوہدرہ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا شمار مشہور صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے فرزندِ ارجمند تھے۔ نبوت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ جب مشرف بہ اسلام ہوئے، اس وقت آپؓ کی عمر ۵ سال تھی۔ آپؓ نے ہوش سنبھالا تو اپنے گھر کو اسلام کا گہوارہ پایا۔ اس طرح آپ کی پرورش اور نشوونما اسلام کے دامن میں ہوئی۔

جنگِ بدر اور احد میں کمسن تھے۔ اس لئے ان دونوں جنگوں میں شریک نہیں ہوئے۔ پہلی جنگ جس میں آپ نے شرکت کی وہ خندق ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۵ پندرہ سال کی تھی۔ بیعتِ رضوان کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا اس کے بعد اسلام اور کفر کے درمیان جو بھی معرکہ ہوا اس میں آپ شامل تھے۔ حجۃ الوداع میں بھی آپ نے شرکت کی۔

عہدِ صدیقی میں آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ مگر عہدِ فاروقی میں آپ کا جہاد میں شامل ہونا تاریخ سے ثابت ہے۔ عہدِ عثمانی میں آپ مراکش، خراسان اور طبرستان کے معرکوں میں شامل ہوئے۔

آپ چھوٹی عمر ہی میں بڑوں کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے اور آپ کی بات کو وقعت دی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت کے وقت خلیفہ کے انتخاب کے لئے جو کمیٹی بنائی تھی، اس میں آپ کی شمولیت بحیثیت مشیر کے رکھی تھی۔ یعنی آپ مشورہ دے سکتے ہیں مگر خلیفہ نہیں بن سکتے۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ملک میں ایک قسم کا انتشار پیدا ہوگیا تھا اور آپ اس انتشار سے بہت ہی دل برداشتہ ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے حضرت علیؓ سے بیعت ہوتے وقت یہ عہد لیا تھا کہ میں کسی خانہ جنگی میں شرکت نہیں کرونگا۔ حضرت علیؓ نے آپؓ سے اتفاق کیا اور آپ نے اس کا عملی ثبوت جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں دیا —— آپ نے ان دونوں جنگوں

میں شرکت نہیں کی۔

آپ انتشار کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ حق گوئی میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ کتب تاریخ میں ایسے بیشتر واقعات ملتے ہیں کہ آپ نے حجاج پر برملا تنقید کی۔ چنانچہ کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حجاج بن یوسف کے درمیان جو جنگ ہوئی تھی، آپ نے فرمایا تھا کہ یہ جہاد نہیں بلکہ بادشاہت کے لئے لڑائی ہے۔ حجاج بن یوسف پر آپ کی تنقید کے بے شمار واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔

آپ کا شمار ان صحابہؓ میں ہوتا ہے جو صبح، شام سفر اور حضر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔ آپؓ کی محبت اور والد بزرگوار جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم و تربیت نے آپ کو دینی علوم کا دریا بنا دیا تھا۔ قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ وغیرہ تمام علوم کا بحر بیکراں تھے اور آپ کا شمار علمائے مدینہ کے اس زمرہ میں ہوتا ہے جو مجمع البحرین تھے۔

آپ خلق نبوی کا بہترین نمونہ تھے۔ اور آپ کی ہر ادا سے اس کا اظہار ہوتا تھا خشیت الٰہی اعمال صالحہ کی بنیاد ہے۔ حضرت ابن عمرؓ میں یہ کیفیت نمایاں تھی۔ عبادت گذار اور شب زندہ دار تھے۔ ہر سال حج کرتے۔ اور جس سال مکہ معظمہ میں فتنہ بپا تھا، اس سال بھی آپ نے حج کیا۔ پابندی سنت میں حیات نبوی کا پرتو تھے۔ کتب احادیث میں بیشتر ایسے واقعات ملتے ہیں۔ جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتفاقی اور بشری عادات کی پوری پیروی کی ہے۔ زہد و تقوٰے میں آپ بے نظیر تھے مال و دولت سے بالکل لگاؤ نہیں تھا۔ بارہا آپ کو ایسے مواقع ملے کہ دنیاوی جاہ و جلال اور شان و شوکت کے بلند سے بلند مرتبہ پر فائز ہو سکتے تھے۔ مگر انہوں نے اس طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ صدقہ و خیرات آپ کا نمایاں وصف تھا۔ مسکین اور غریب کا بہت خیال رکھتے تھے۔ خود بھوکے رہتے لیکن دوسروں کی شکم سیری کرتے۔ عمومًا بغیر مسکین کے کھانا نہ کھاتے۔ حد درجہ مستغنی المزاج تھے۔ کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔ لوگ خدمت بھی کرنا چاہتے تو آپ قبول نہ کرتے، البتہ ہدیہ واپس نہ کرتے۔ تواضع وانکساری کی صفات آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ محبت نبوی آپ کا سرمایۂ حیات تھا۔ آپؐ کے وصال کے بعد ایسے شکستہ دل ہوئے کہ جب بھی آپؐ کا ذکر آتا، رو پڑتے۔

تلاوت قرآن سے غیر معمولی شغف تھا۔ اور قرآن میں فکر و تدبر پر اپنی زندگی کا کثیر حصہ صرف کیا۔ صرف سورہ بقرہ پر آپ نے ۱۴ سال صرف کئے (موطا امام مالک)، فہم قرآن میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا اور عنفوان شباب ہی میں آپ نے اس میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا تھا۔ احادیث کی کتابوں میں بیشتر ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے آپ کی قرآن فہمی کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں صرف ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

ایک مرتبہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ فتنہ میں قتال کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، قرآن کا حکم ہے: "قاتلوهم حتیٰ لاتکون فتنۃ" ان لوگوں سے مقاتلہ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اور یہ سوال مسلمانوں کی خانہ جنگی میں کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا، تم فتنہ کے کیا معنی سمجھتے ہو۔ قتال علی الفتنہ کا یہ مطلب نہیں کہ تم بادشاہت کے لئے لڑو۔ بلکہ قتال سے وہ قتال مراد ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین سے کیا تھا۔ کہ ان کے دین میں داخل ہونا مسلمانوں کے لئے فتنہ تھا۔

تفسیرِ قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ اور اس میں حضرت ابنِ عمر رضؓ کا شمار اساطینِ حفاظِ حدیث میں ہوتا ہے۔ اور آپ ان صحابہؓ میں شامل ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کثرت سے روایت کی ہے اور اس میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ آپ کی مرویات کی تعداد ۲۶۳۰ ہے جس میں ۱۷۰ متفق علیہ ہیں ۸۱ میں بخاری اور ۳۱ میں مسلم منفرد ہیں۔

تعلیم و تعلم میں آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ۶۰ سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے۔ اور یہ ساری عمر درس و تدریس میں صرف کی۔ اسی درس و تدریس کی خاطر حکومت کی طرف سے کسی قسم کی پیشکش کو قبول نہیں کیا۔

اسوۂ رسول میں آپ بہترین نمونہ تھے۔ آپ کے صحیفۂ زندگی میں تمام احادیث عملاً بعنوانِ جلی مرقوم تھیں۔ وہ تمام صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ جنہوں نے ان کو دیکھا تھا، باتفاق آپ کی اس حیثیت کو تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ حضرتِ عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ عہدِ نبوی کی حالت و کیفیت کا ابنِ عمر رضؓ سے زیادہ کوئی پابند نہیں۔

شریعت میں تیسرا درجہ فقہ کا ہے اور اس پر تشریع اسلامی کا دارو مدار ہے۔ تفقہ فی الدین میں حضرت ابن عمر رضؓ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کی عمر علم و افتاء میں بسر ہوئی۔ فقہ مالکی کی بنیاد فتاویٰ ابن عمرؓ پر ہے ——— تفسیر، حدیث اور فقہ میں بحرِ بے کراں ہونے کے باوجود فتویٰ نہایت احتیاط سے دیتے تھے۔ جب تک پورا یقین نہ ہو جاتا، کوئی بات منہ سے نہ نکالتے۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ آپ اپنے فتاویٰ میں نہایت سخت تھے اور خوب سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکالتے تھے۔ جس چیز کا علم نہ ہوتا، برملا کہہ دیتے: "لا ادری" (میں نہیں جانتا) اور حضرت ابنِ عباس رضؓ جو بحر العلوم تھے، فرمایا کرتے تھے کہ "مجھے ابنِ عمر رضؓ کے اس طرزِ عمل پر بہت تعجب ہوتا ہے"

اور آپ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں فتویٰ دیتے تھے

اور اس کی سختی سے پابندی کرتے تھے نیز دوسروں کو اس کی پابندی کا مشورہ دیتے تھے۔

حق گوئی میں آپ کا ایک خاص مقام تھا اور حجاج پر آپ کی تنقید آئے دن ہوتی رہتی تھی۔ اس وجہ سے حجاج آپ کا دشمن ہو گیا۔ چنانچہ حجاج نے ایک شخص کے ذریعہ آپ کو زہر میں بجھے ہوئے نیزے سے زخمی کروا دیا۔ جس کی وجہ سے زہر آپ کے جسم میں سرایت کر گیا اور یہی زخم آپؓ کی موت کا باعث ہوا۔

حجاج نے خود نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کو مہاجرین کے قبرستان میں مکہ معظمہ میں دفن کیا گیا ——— !

بقیہ منشور :

خارجہ پالیسی

ہماری خارجہ پالیسی کے اصول اور مقاصد یہ ہوں گے :

۱۔ پاکستان ایک اصولی اور نظریاتی ریاست ہے۔ لہٰذا ہماری خارجہ پالیسی اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہوگی۔ ہم آزاد خارجہ پالیسی پر عمل پیرا ہوں گے۔ ہم دنیا کے تمام ملکوں کے ساتھ اور بالخصوص اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنا چاہتے ہیں بشرطیکہ یہ تعلق دوستی و اتحاد ہمارے جائز حقوق و مفاد اور ہماری آزادی اور خود مختاری پر کسی طرح اثر انداز نہ ہو۔

۲۔ ہم عالم اسلام کے ساتھ قریب تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس امر کی پوری کوشش کریں گے کہ مسلم ممالک متحد ہو کر ترقی اور خوشحالی کے لیے اور قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں باہمی تعاون کے حصول کے لیے ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں۔

۳۔ ہم جموں و کشمیر کے عوام کو سیکورٹی کونسل کے فیصلے کے مطابق استصواب کے ذریعہ حق خود ارادی دلوانے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اس اصول سے متصادم جملہ معاہدات کو رد کرتے ہیں۔

۴۔ ہم دنیا کی بڑی قوموں کی کشمکش سے پاکستان کو الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے سیٹو جیسے فوجی معاہدوں سے پاکستان کی وابستگی ختم کر دی جائے گی۔

۵۔ ہم ہر نوع سامراجیت اور استعماری نظام کے خاتمہ کیلئے اپنی انتہائی کوشش کریں گے۔ ہماری امداد و تائید ہمیشہ مظلوم قوموں کے ساتھ ہوگی۔ ہم غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی معاشی آزادی کے لیے جدوجہد کریں گے۔

۶۔ افغانستان اور بنگلہ دیش کے ساتھ تعلقات کو برادرانہ بنا پر استوار کیے جائیں گے۔

دفاع

ہماری افواج ملک کا اہم ترین سرمایہ ہیں جن سے ہمارا قومی وقار وابستہ ہے۔ پاکستان نیز چونکہ بیرونی جارحیت کا شکار ہو چکا ہے اسلئے ہمیں یہ شعبہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ ہم اس بات سے غافل نہیں کہ ہمارا پڑوسی ملک بھارت اس میدان میں کتنی ترقی کر رہا ہے۔ ہمارے لیے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ ہم اپنی افواج کو ہر لحاظ سے اس قابل بنائیں کہ وہ کسی بھی خطرہ کا پورے اعتماد کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو۔

ہم دفاع پاکستان کو اولیت دیں گے۔ اور اس سلسلے میں یہ اقدامات کریں گے۔

۱۔ ہم اپنے تمام وسائل مجتمع کر کے پاکستان کی افواج کو جدید ترین اسلحہ سے لیس کریں گے۔

۲۔ ہم مسلم ممالک کے تعاون اور اشتراک سے پاکستان کو اسلحہ سازی کے معاملہ میں خود کفیل بنائیں گے۔

۳۔ اٹھارہ سے پینتیس سال تک کے تمام مردوں کے لیے فوجی تربیت لازمی قرار دی جائے گی تاکہ پوری قوم افواج پاکستان کے دوش بدوش ملکی سالمیت کا تحفظ کرنے کے قابل بن سکے۔

۴۔ ہم ہر شہری کو اپنے اور اپنے خاندان اور ملک و قوم کا دفاع کرنے کے لیے اسلحہ رکھنے کی اجازت دیں گے۔

پاکستان قومی اتحاد کے پاس اللہ کے فضل سے آزمائش اور ابتلا کی بھٹی سے گزرے ہوئے تربیت یافتہ، دیانت دار مخلص، بے لوث اور اہل کارکنوں اور جوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اس کی صفوں میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد اور ماہرین موجود ہیں اور جس نے قومی زندگی کے اس اہم ترین موڑ پر باہمی تعاون اور اتحاد کا مظاہرہ کر کے عوام کے دل جیت لیے ہیں۔

ہم پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان قومی اتحاد بطریق احسن اپنے فرائض انجام دے گا۔ اور عوام کے اعتماد پر پورا اترے گا۔

(ادارہ)